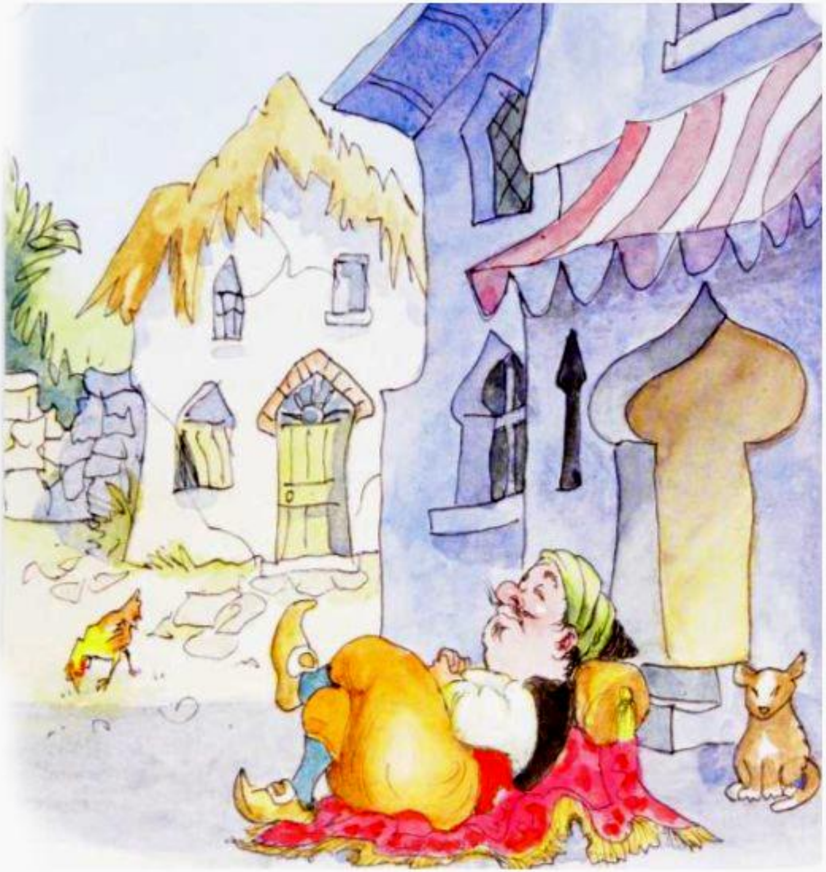
علی بابا اور چالیس چور



ویل بیرو

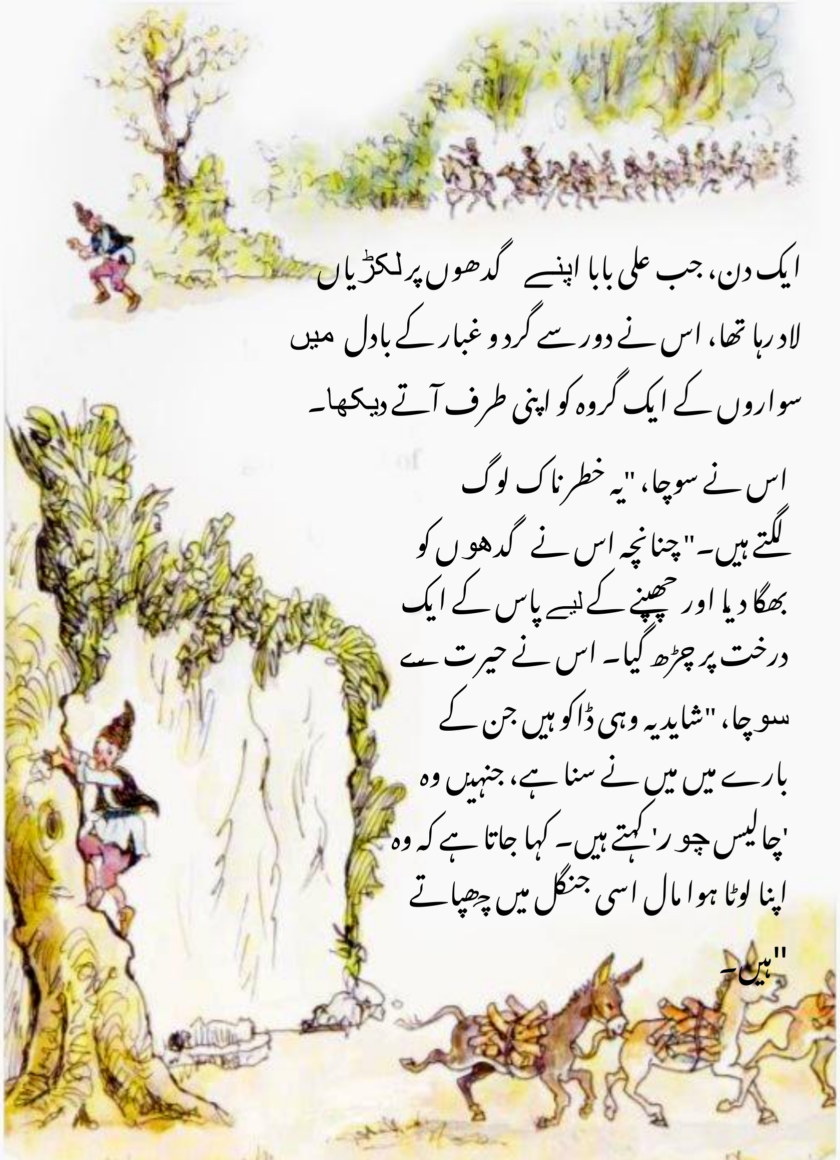
ترجمہ: ابو ابو زوہان

فارس کے ایک دور دراز شہر میں علی بابا نام کا ایک محنتی آدمی رہتا تھا۔ وہ قریبی جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر شہر کے بازار میں بیچ کر اپنی گزر بسر کرتا تھا۔



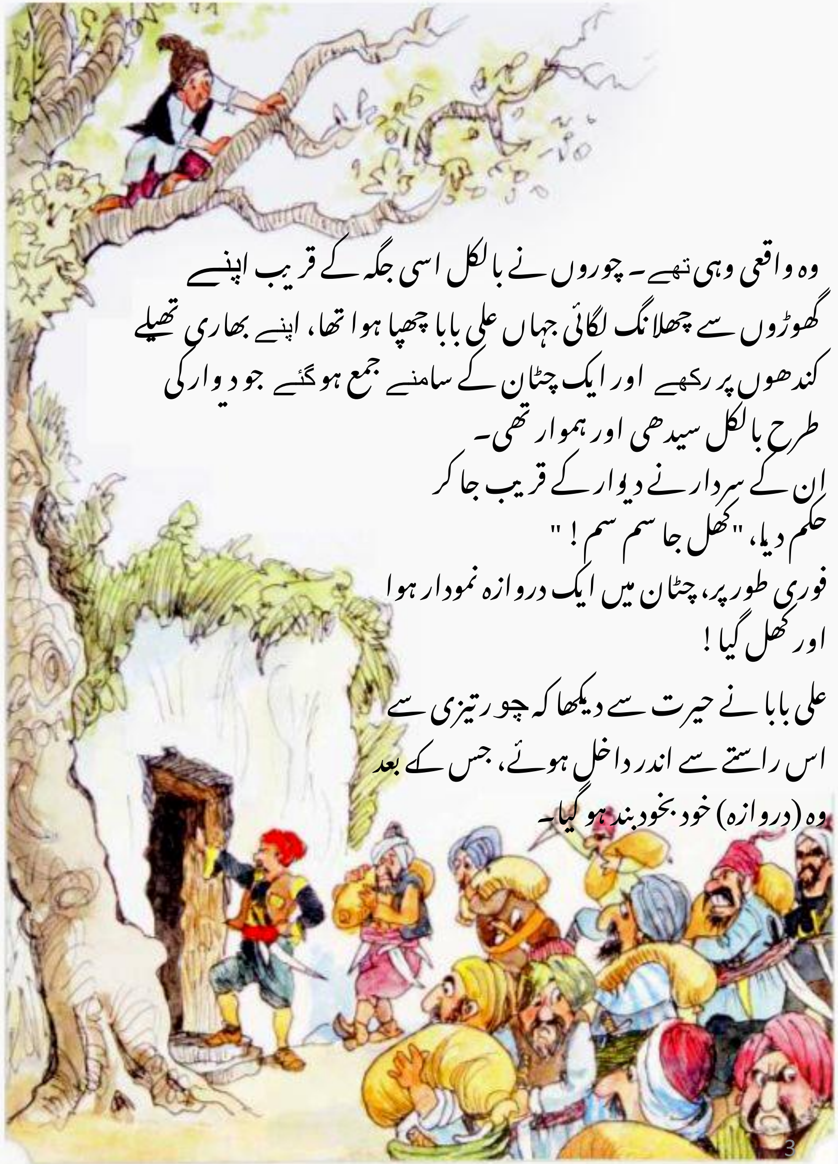


علی بابا کے پڑوس میں اس کا کزن قاسم رہتا تھا۔ وہ کافی دولت مند تھا، اس لیے اسے کام کرنے کی ضرورت نہیں تھی، اور اس کی وجہ سے وہ موٹا اور سست ہو گیا۔ وہ لالچی بھی تھا اور ان لوگوں سے حسد کرتا تھا جن کے پاس اس سے زیادہ مال و دولت ہوتی تھی۔



ایک دن، جب علی بابا اپنے گدھوں پر لکڑیاں لاد رہا تھا، اس نے دور سے گرد و غبار کے بادل میں سواروں کے ایک گروہ کو اپنی طرف آتے دیکھا۔

اس نے سوچا، "یہ خطرناک لوگ لگتے ہیں۔" چنانچہ اس نے گدھوں کو بھگا دیا اور چھپنے کے لیے پاس کے ایک درخت پر چڑھ گیا۔ اس نے حیرت سے سوچا، "شاید یہ وہی ڈاکو ہیں جن کے بارے میں میں نے سنا ہے، جنہیں وہ 'چالیس چور' کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ اپنا لوٹا ہوا مال اسی جنگل میں چھپاتے ہیں۔"

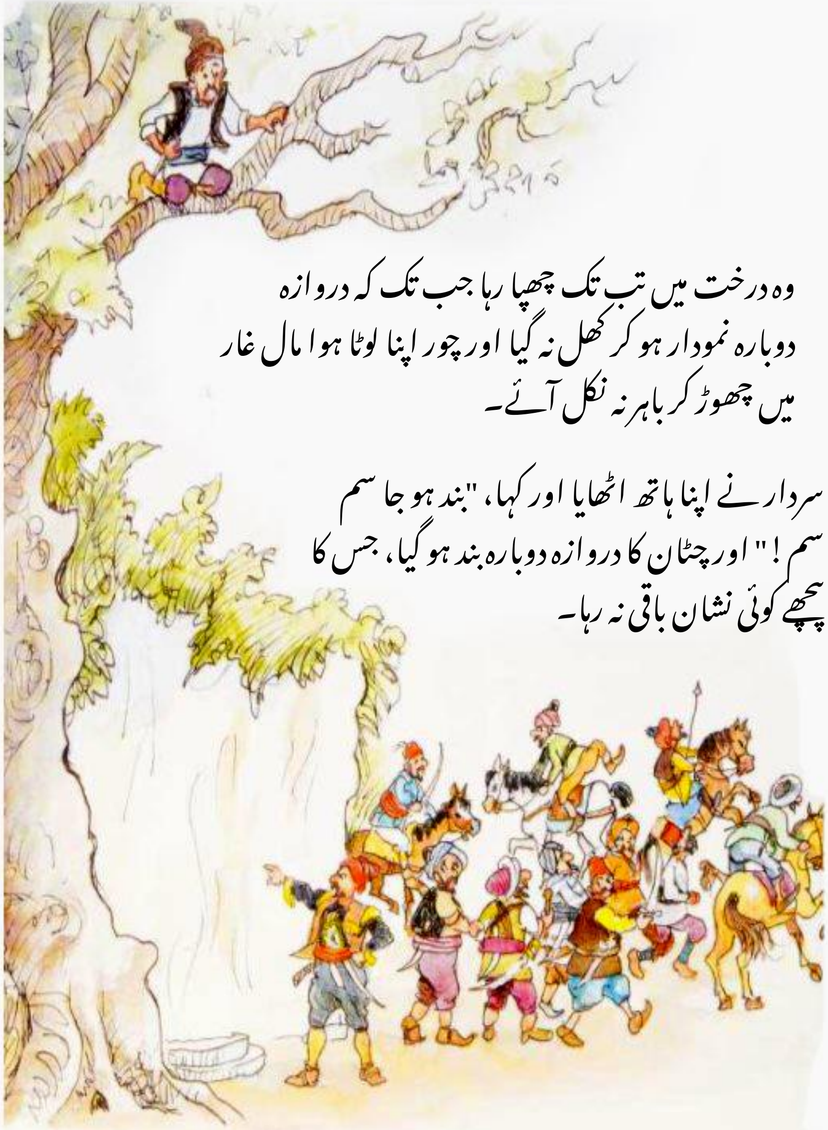


وہ واقعی وہی تھے۔ چوروں نے بالکل اسی جگہ کے قریب اپنے گھوڑوں سے چھلانگ لگائی جہاں علی بابا چھپا ہوا تھا، اپنے بھاری تھیلے کندھوں پر رکھے اور ایک چٹان کے سامنے جمع ہو گئے جو دیوار کی طرح بالکل سیدھی اور ہموار تھی۔

ان کے سردار نے دیوار کے قریب جا کر حکم دیا، "کھل جا سم سم!"

فوری طور پر، چٹان میں ایک دروازہ نمودار ہوا اور کھل گیا!

علی بابا نے حیرت سے دیکھا کہ چور تیزی سے اس راستے سے اندر داخل ہوئے، جس کے بعد وہ (دروازہ) خود بخود بند ہو گیا۔

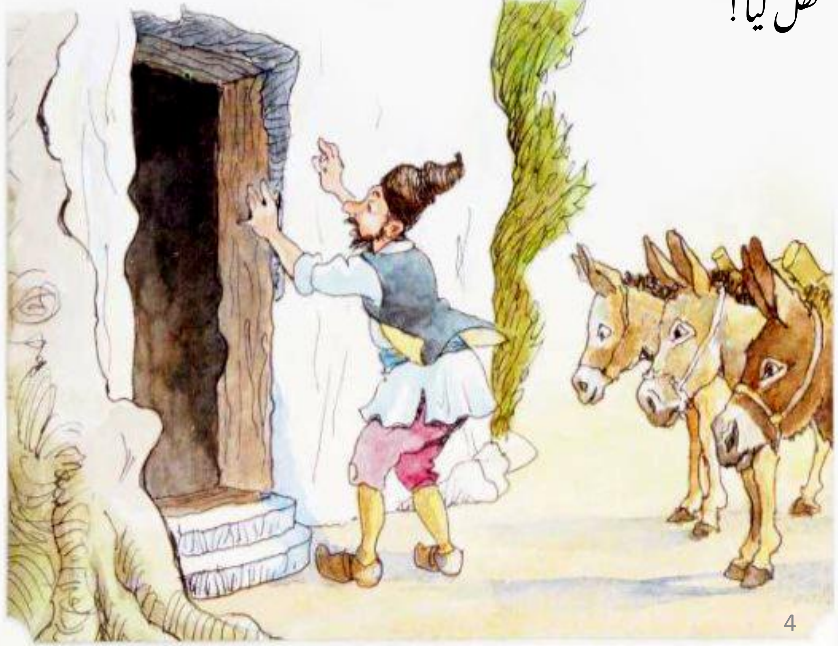


وہ درخت میں تب تک چھپا رہا جب تک کہ دروازہ دوبارہ نمودار ہو کر کھل نہ گیا اور چور اپنا لوٹا ہوا مال غار میں چھوڑ کر باہر نہ نکل آئے۔

سردار نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور کہا، "بند ہو جا سم سم !" اور چٹان کا دروازہ دوبارہ بند ہو گیا، جس کا پیچھے کوئی نشان باقی نہ رہا۔

جیسے ہی چور وہاں سے روانہ ہوئے، علی بابا اپنی چھپنے والی جگہ سے نیچے اتر آیا اور اپنے فرمانبردار گدھوں کو واپس بلا لیا۔ جو کچھ اس نے ابھی دیکھا تھا اس کے بارے میں سوچتے ہوئے وہ حیران ہونے لگا۔ "اگر میں بھی وہی کروں جو سردار نے کیا تھا، تو کیا دروازہ دوبارہ نمودار ہوگا؟ آخرکار، اب مجھے بھی وہ جادوئی الفاظ معلوم ہیں۔۔"

بغیر کسی دیر کے، اس نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور پکارا، "کھل جا سم سم !" اور کیا آپ یقین کریں گے، چٹان کے سامنے والا وہ دروازہ کھل گیا !



اندر اسے خزانے کا ایک حقیقی ڈھیر ملا، جہاں سونے کے تھیلے، شاندار جواہرات، چاندی کے برتن اور سونے کی اینٹیں اونچی لگی ہوئی تھیں۔ وہ غار واضح طور پر ان بدنام زمانہ چوروں کا خفیہ گودام تھا۔ کتنی بڑی دریافت تھی !

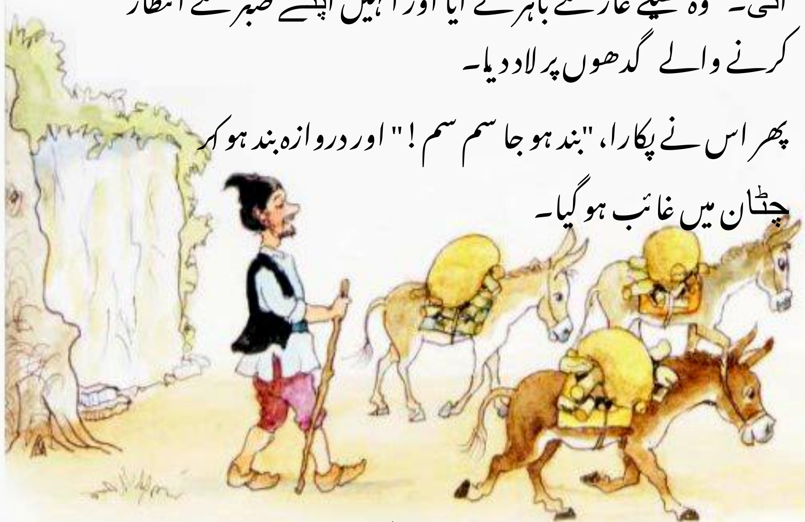


علی بابا کو اپنی خوش قسمتی پر یقین نہیں آرہا تھا۔ وہ سونے کے تین تھیلے اس دروازے تک لے آیا جو اس کے پیچھے بند ہو چکا تھا، اور چلایا، "کھل جا سم سم !"



اس نے خود سے کہا، "میں کوئی چور نہیں ہوں، لیکن جو چیز چور پہلے ہی چرا چکے ہیں اسے لینے میں مجھے کوئی برائی نظر نہیں آتی۔" وہ تھیلے غار سے باہر لے آیا اور انہیں اپنے صبر سے انتظار کرنے والے گدھوں پر لاد دیا۔

پھر اس نے پکارا، "بند ہو جا سم سم !" اور دروازہ بند ہو کر چٹان میں غائب ہو گیا۔



مطمئن ہو کر، علی بابا اپنے گدھوں کو ہانکتے ہوئے گھر کی طرف چل دیا۔

علی بابا کی بیوی کو اس کی کہانی پر مشکل سے یقین آیا، لیکن جب اس نے سکوں سے بھرے تھیلے فرش پر الٹ دیے تو وہ خوشی سے چیخ اٹھی اور انہیں گننے کے لیے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی۔



علی بابا نے اسے بتایا، "پیاری بیوی، یہ اتنے زیادہ ہیں کہ تم انہیں گن نہیں سکو گی۔ بہتر ہے کہ تم پڑوس میں جاؤ اور ایک ناپنے والا برتن مانگ کر لے آؤ۔

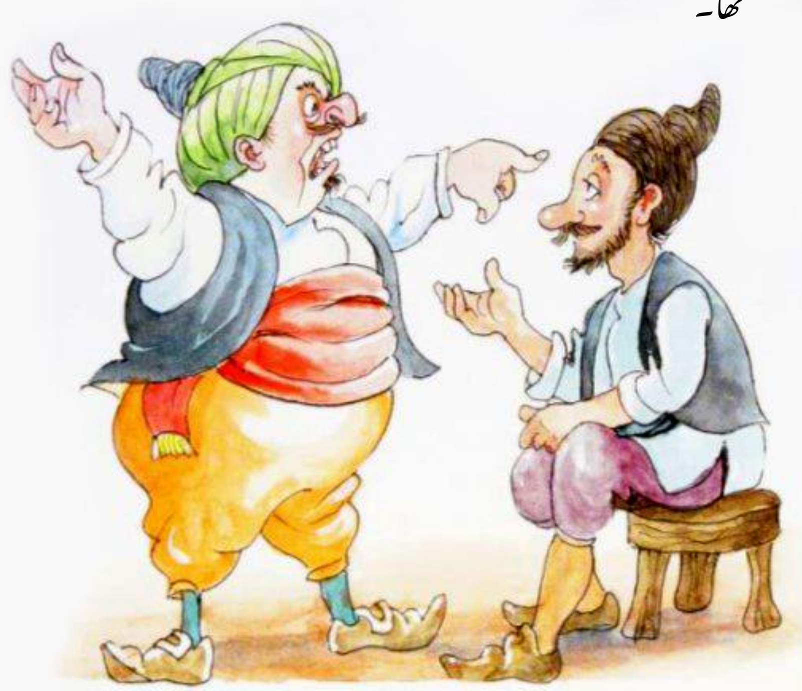


چنانچہ وہ گئی اور قاسم کی بیوی سے ایک پیمانہ مانگا۔ لیکن وہ عورت شک میں پڑ گئی۔ اس نے سوچا، "ان کے پاس ایسا کیا ہے جسے وہ پیمانے بھر بھر کر ناپ رہے ہیں؟ "



وہ کچن میں برتن لینے گئی، لیکن مکاری دکھاتے ہوئے اس نے خفیہ طور پر اس کے پیندے میں کچھ چپکنے والا شہد لگا دیا۔ اس نے اپنے آپ سے سرگوشی کی، "ہمیں جلد ہی پتہ چل جائے گا ! "

قاسم شدید حسد سے بھر گیا اور اسی وقت جواب مانگنے کے لیے غصے میں پڑوس میں پہنچ گیا۔ علی بابا نے، نیک فطرت اور بااعتبار ہونے کی وجہ سے، اپنے کزن کو اس خزانے کے بارے میں سب کچھ بتا دیا۔بشمول وہ الفاظ جن سے چھپا ہوا دروازہ کھلتا تھا۔



مزید یہ کہ، اس نے قاسم کو دولت میں حصہ دینے کی پیشکش بھی کی، بشرطیکہ وہ اسے راز رکھے۔

اور ایسا ہی ہوا۔ جب پیمانہ واپس کیا گیا تو اسے شہد میں ایک سونے کا سکہ پھنسا ہوا ملا۔ اس شام اس نے وہ سکہ اپنے شوہر کو دکھایا۔ "قاسم، یہ دیکھو! تمہارا وہ کزن علی بابا دھوکے باز ہے!"



"وہ غریب ہونے کا ناٹک کرتا ہے، پھر بھی وہ سونے کو برتن سے ناپتا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"

لیکن قاسم کا ارادہ کسی کے ساتھ بانٹنے کا نہیں تھا، علی بابا کے ساتھ بھی نہیں۔ اگلی صبح سویرے وہ چھ خچروں کے ساتھ نکلا جن پر وہ بورے لدے ہوئے تھے جنہیں وہ خزانے سے بھرنا چاہتا تھا۔ جب وہ اس جگہ پہنچا جس کا ذکر علی بابا نے کیا تھا، تو اس نے پکارا، "کھل جا، سم سم!"چٹان میں ایک بار پھر دروازہ نمودار ہوا اور کھل گیا۔ وہ اندر داخل ہوا اور دروازہ اس کے پیچھے بند ہو گیا۔



خزانہ دیکھ کر قاسم جوش سے کانپنے لگا، لیکن ضائع کرنے کے لیے وقت نہیں تھا۔ لالچ کے جنون میں وہ ادھر ادھر بھاگا اور لوٹ مار کے بڑے بڑے تھیلے دروازے تک گھسیٹتا رہا، یہاں تک کہ اس کی حالت ایسی ہو گئی کہ وہ دروازہ دوبارہ کھولنے کے جادوئی الفاظ ہی بھول گیا۔

اس کا تعلق بیجوں سے ہے۔ یہ میں جانتا ہوں۔ لیکن کیا؟ کھل جا، سورج مکھی؟ کھل جا، چارے کے بیج؟ کھل جا، خشخاش کے بیج؟" کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اسے مزید بیجوں کے نام یاد نہیں آ رہے تھے، اور اس دوران دروازہ مضبوطی سے بند رہا۔ قاسم سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ کیا کرے اور مایوسی میں ڈھیر ہو گیا۔ وہ ابھی خزانے کے درمیان بے بسی کی حالت میں پڑا ہی تھا کہ کچھ دیر بعد اسے گھوڑوں کے سموں کی خوفناک آواز قریب آتے سنائی دی۔ جب غار کے باہر ایک کرخت آواز نے پکارا تو وہ دہشت زدہ ہو گی:
"کھل جا، سم سم!"

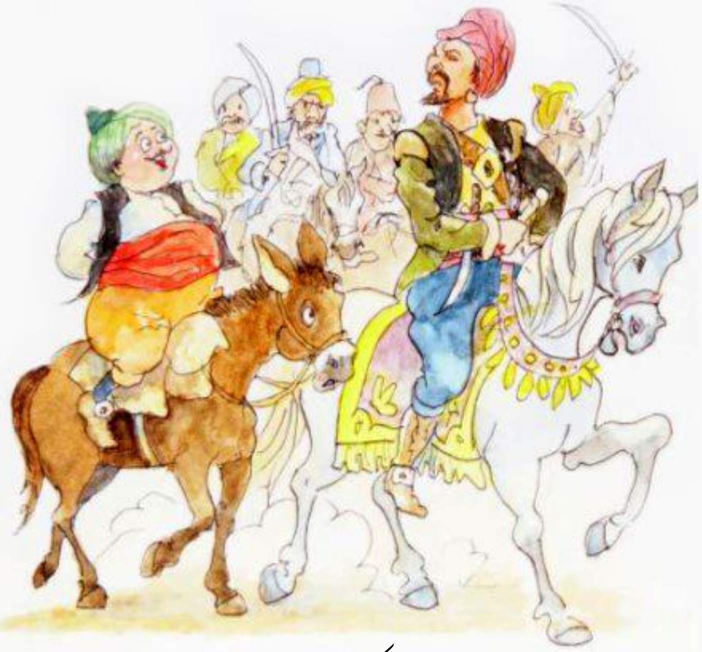


دروازہ تیزی سے کھلا اور چالیس چوروں کا سردار ہاتھ میں تلوار لیے اندر داخل ہوا۔ "ہاتھ اوپر کرو، اے بدبخت چور!" وہ چلایا۔ "میں نے تمہارے خچر باہر دیکھے تھے، اور اب میں دیکھ رہا ہوں کہ تم نے ہمارا خزانہ چرانے کا منصوبہ بنایا تھا۔" جب قاسم خوف سے کانپنے لگا تو سردار نے اپنی تلوار میان میں ڈال لی۔



تم ہمارے ساتھ چلو گے،" سردار نے حکم دیا۔ "ہم نے اپنا ایک ساتھی کھو دیا ہے، اور ہماری تعداد دوبارہ چالیس پوری کرنے کے لیے تم ہی کافی ہو گے۔

انہوں نے قاسم کے ہاتھ پیٹھ پیچھے باندھ دیے اور اسے اسی کے ایک خچر پر بٹھایا، پھر وہ سوار ہو کر اپنے خفیہ ٹھکانے کی طرف روانہ ہو گئے۔



اپنی صورتحال کا فائدہ اٹھانے کے لیے قاسم نے اپنے اغوا کاروں کی خوشامد کرنے کا فیصلہ کیا۔ "میں علی بابا نامی ایک شخص کو جانتا ہوں جو پہلے ہی آپ کے غار میں آکر آپ کو لوٹ چکا ہے،" اس نے کہا۔ "اگر آپ میرے ساتھ اچھا سلوک کریں گے، تو میں آپ کو بتا دوں گا کہ وہ کہاں رہتا ہے۔"

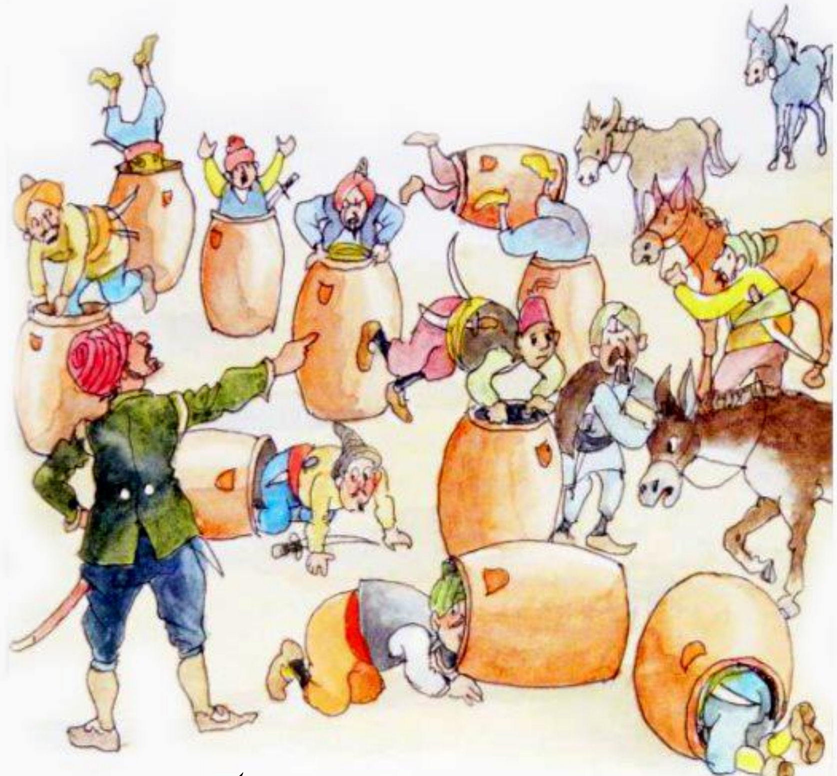
یہ سن کر سردار سوچ میں پڑ گیا۔ "تو، اس چور کا ایک ساتھی بھی ہے جو ہمارا راز جانتا ہے؟ ہمیں اس علی بابا سے چھٹکارا پانا ہوگا، اور جلد ہی۔ لیکن کیسے؟ "



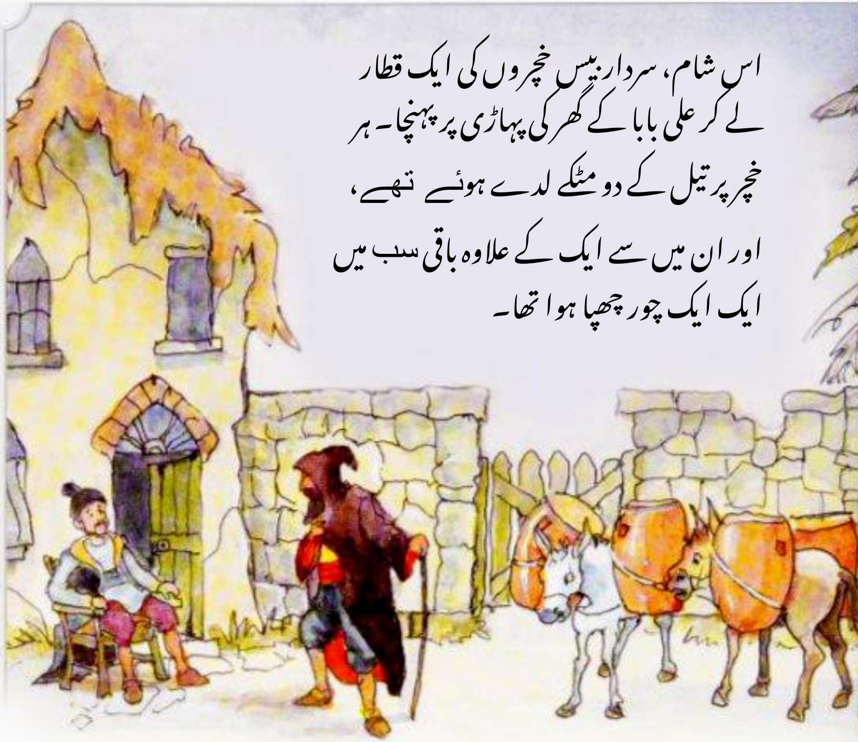
جب تک وہ اپنے ٹھکانے پہنچے، اس نے ایک منصوبہ بنا لیا تھا۔

سردار نے اپنے احکامات دیے: "کل صبح قاسم کے خچر شہر لے جاؤ اور تیل کے چالیس مٹکے اور چودہ مزید خچر تلاش کرو - تاکہ کل بیس (جوڑے) ہو جائیں - تاکہ انہیں لایا جا سکے۔ ان میں سے ایک مٹکے کو تیل سے بھر دو اور پھر ان سب کو یہاں واپس لے آؤ۔

اگلے دن دوپہر تک سب کچھ تیار تھا۔

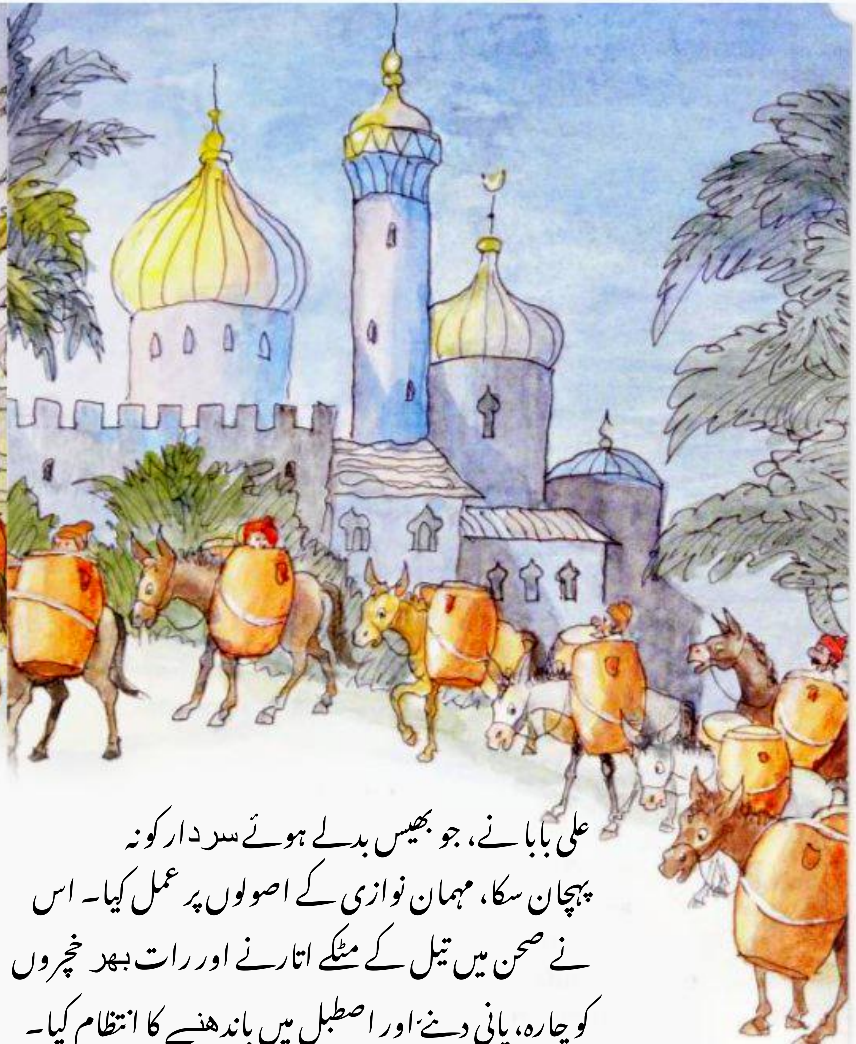


سردار نے اپنے آدمیوں سے کہا، "اب، ان مٹکوں میں گھس جاؤ - تم بھی، قاسم - اور تم میں سے آخری شخص انہیں جوڑوں کی شکل میں خچروں پر لاد دے۔ ایک بار جب تم اندر چلے جاؤ، تو خود کو ظاہر مت کرنا اور نہ ہی کوئی آواز نکالنا۔ بس میرے اگلے حکم کا انتظار کرنا۔ "



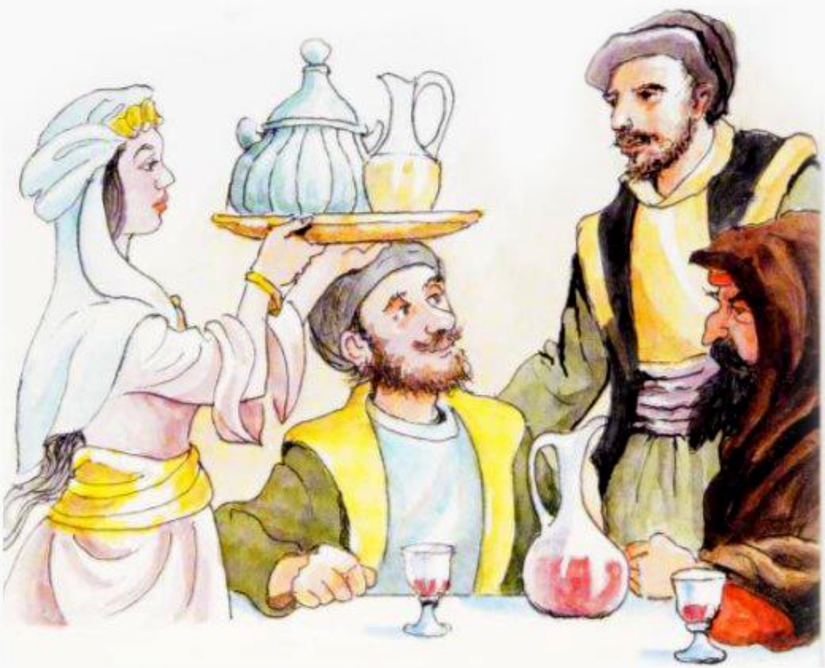
اس شام، سردار بیس خچروں کی ایک قطار
لے کر علی بابا کے گھر کی پہاڑی پر پہنچا۔ ہر
خچر پر تیل کے دو مٹکے لدے ہوئے تھے،
اور ان میں سے ایک کے علاوہ باقی سب میں
ایک ایک چور چھپا ہوا تھا۔

سردار نے، جو تیل کے تاجر کے روپ میں تھا، علی بابا کو جھک کر سلام کیا، جو
باہر بیٹھا شام کی خوشگوار ہوا سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔
نقلی تاجر نے کہا، "جناب، میں کل کی منڈی میں اپنا تیل بیچنے کے لیے
بہت دور سے آیا ہوں، لیکن اب قیام گاہ تلاش کرنے میں بہت دیر ہو چکی
ہے۔ اگر آپ مہربانی فرما کر ہمیں رات بھر کے لیے پناہ دے دیں تو میں
آپ کا بہت شکر گزار ہوں گا۔"



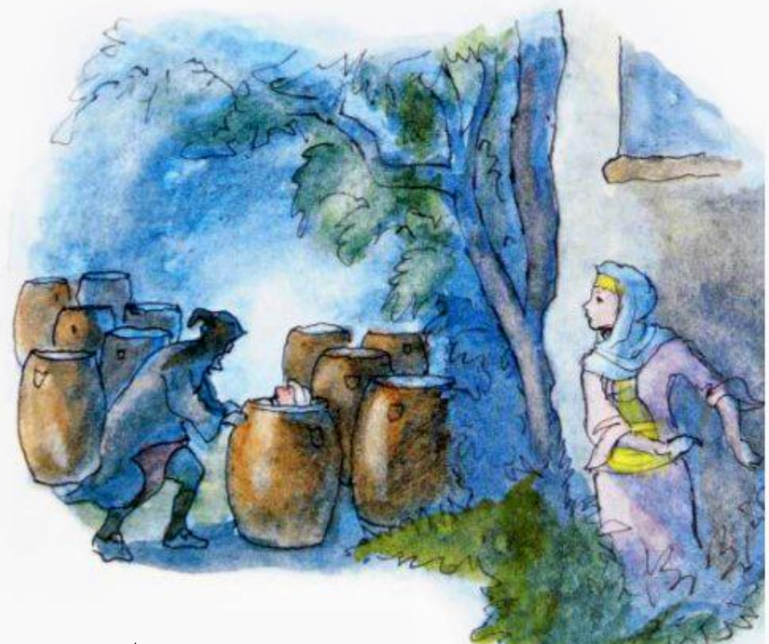
علی بابا نے، جو بھیس بدلے ہوئے سردار کو نہ
پہچان سکا، مہمان نوازی کے اصولوں پر عمل کیا۔ اس
نے صحن میں تیل کے مٹکے اتارنے اور رات بھر خچروں
کو چارہ، پانی دینے اور اصطبل میں باندھنے کا انتظام کیا۔
پھر، ایک باوقار سلام کے ساتھ، اس نے نقلی تیل کے
تاجر کو اپنے گھر کے اندر آنے کی دعوت دی۔

وہ اس غیر متوقع مہمان کی خدمت میں کوئی کسر نہیں چھوڑ رہا تھا، جبکہ اسے یہ خبر نہ تھی کہ اس مہمان نے اسے مارنے کا منصوبہ بنا رکھا ہے! علی بابا کا بیٹا احمد بھی ان کے ساتھ اس لذیذ کھانے میں شریک ہوا جو ان کی باورچن، مرجینہ نے تیار کیا تھا۔

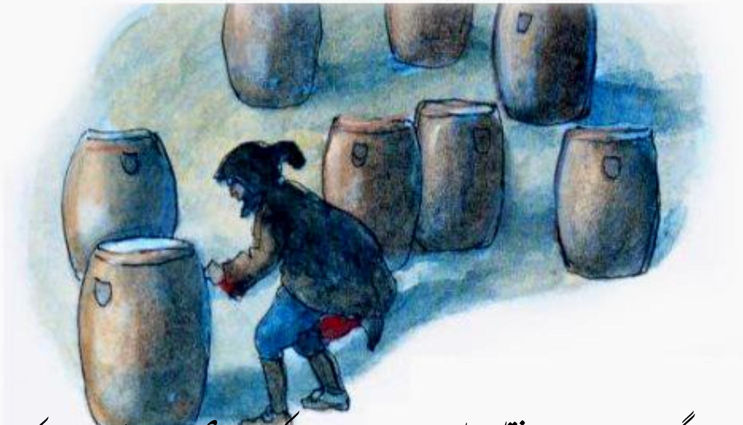


وہ ایک بہت ہی ذہین لڑکی اور وفادار ملازمہ تھی، لیکن اسے اس نام نہاد تیل کے تاجر پر شک تھا، اور اس نے اس پر نظر رکھنے کا فیصلہ کیا۔

رات کے کھانے کے بعد، تیل کے تاجر نے معذرت کی اور صحن میں چلا گیا۔ اس نے مٹکوں میں چھپے اپنے ہر آدمی سے سرگوشی کی، "اگر تمہارے مٹکے پر دو دستک ہوں تو آدھی رات کو حملہ کرنا۔ اور اگر تین دستک ہوں، تو سورج نکلنے تک انتظار کرنا۔"

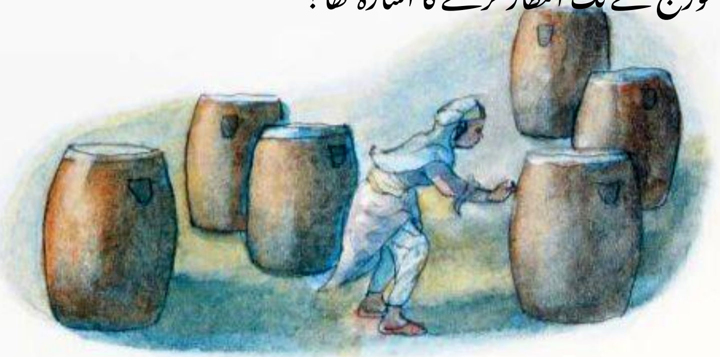


سایوں میں اپنی چھپنے والی جگہ سے مرجینہ نے ایک ایک لفظ سن لیا۔



رات گیارہ بجے، وہ نقلی تیل کا تاجر دوبارہ چپکے سے صحن میں آیا اور ایک مٹکے سے دوسرے مٹکے تک رینگتا ہوا گیا، ہر ایک پر دو بار دستک دی—جو کہ آدھی رات کو حملے کا اشارہ تھا۔

ذہین مرجینہ نے یہ بھی دیکھ لیا۔ اور اس نے کیا کیا؟ اس نے تھوڑی دیر انتظار کیا، پھر دبے پاؤں مٹکوں کے پاس گئی اور ہر ایک پر تین بار دستک دی۔ یہ سورج نکلنے تک انتظار کرنے کا اشارہ تھا!





تو، یہ اس کی چال ہے!" اس کا سانس رک گیا۔ "بدنامِ زمانہ چالیس چور ان مٹکوں میں چھپے ہوئے ہیں اور وہ میرے آقا پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ مجھے کچھ کرنا ہوگا!" اس نے علی بابا کو بچانے کے لیے فوراً ایک منصوبہ بنایا، پھر وہ گھر سے نظر بچا کر نکلی اور سٹی گارڈز کے اسٹیشن کی طرف بھاگی تاکہ ان کے چیف سے بات کر سکے۔



اس نے کہا، "جناب، اگر آپ سورج نکلنے کے وقت پہرے داروں کا ایک دستہ پل پر لے آئیں، تو آپ ان بدنام ڈاکوؤں کو پکڑ لیں گے جنہیں آپ عرصے سے گرفتار کرنے کی امید کر رہے ہیں—وہی جنہیں 'چالیس چور' کہا جاتا ہے!"



سورج نکلنے سے کچھ دیر پہلے، احمد اور اس کے دوست خاموشی سے صحن میں جمع ہو گئے، کارروائی کے لیے تیار۔ پو پھٹتے ہی مرجینہ چلائی، "ابھی!" اور وہ مٹکوں کی طرف جھپٹے، انہیں الٹ دیا اور گیٹ سے باہر لڑھکا دیا۔



مٹکوں کے اندر موجود چور اچانک اس آفت کا شکار ہو گئے اور خوف و ہراس میں چیخنے لگے۔

مرجینہ نے خود سے کہا، "اب تک سب ٹھیک ہے،" اور پھر وہ احمد کو اپنا منصوبہ بتانے چلی گئی۔

اس نے کہا، "آپ کے والد خطرے میں ہیں۔ صحن میں موجود مٹکوں میں تیل نہیں بلکہ ڈاکو ہیں، اور وہ نام نہاد تیل کا تاجر ان کا سردار ہے۔ وہ آپ کے والد کو مارنے آئے ہیں! فجر سے پہلے یہاں کچھ قابلِ بھروسہ دوستوں کو لے آئیں تاکہ ہم ان سے چھٹکارا پانے میں مدد حاصل کر سکیں۔"

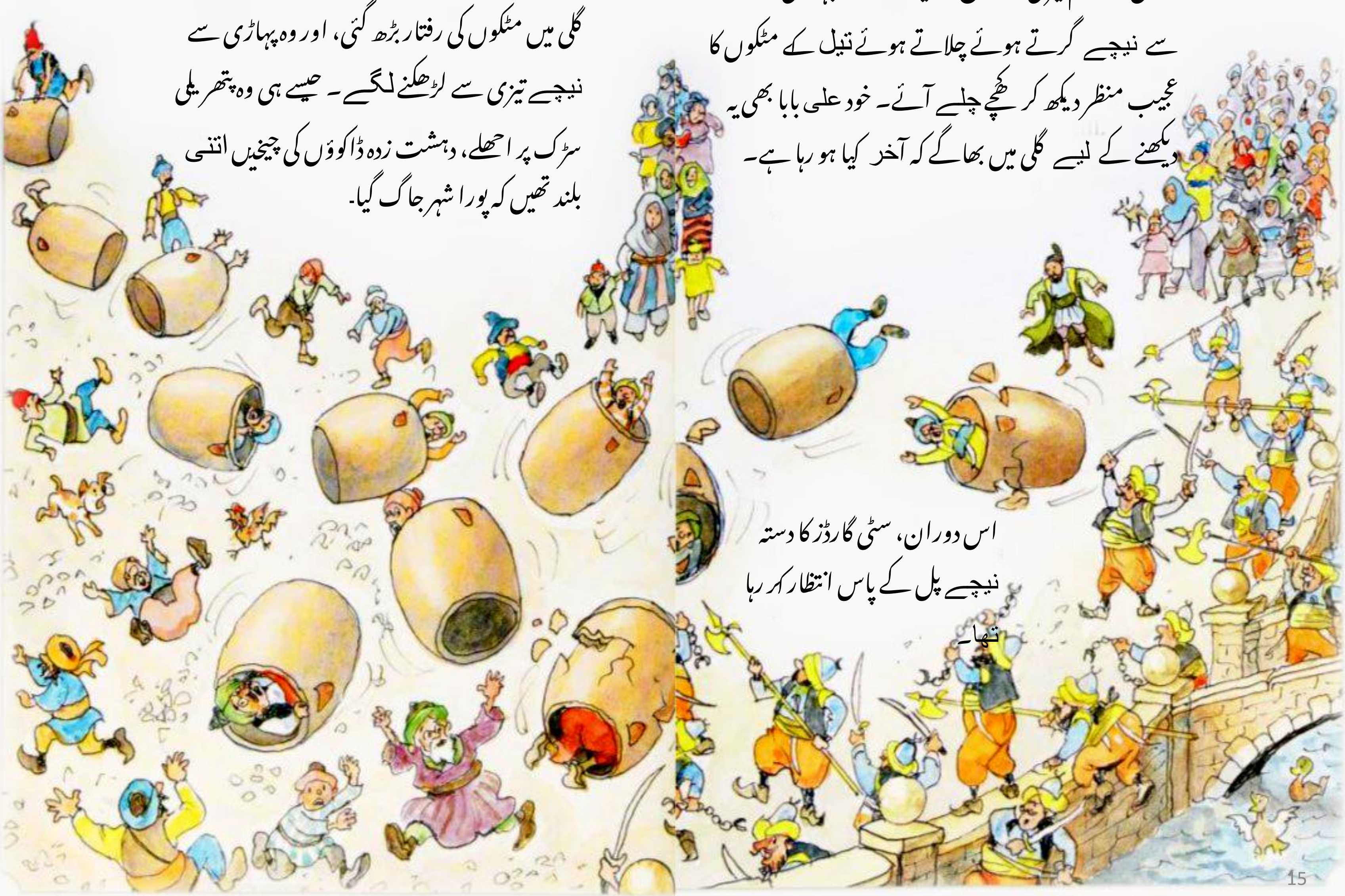


احمد یہ سن کر خوفزدہ ہو گیا اور مرجینہ کی بات ماننے کے لیے بے تاب تھا، کیونکہ وہ خفیہ طور پر اس سے محبت کرتا تھا اور وہ جو کچھ کہتی وہ کرنے کو تیار تھا۔

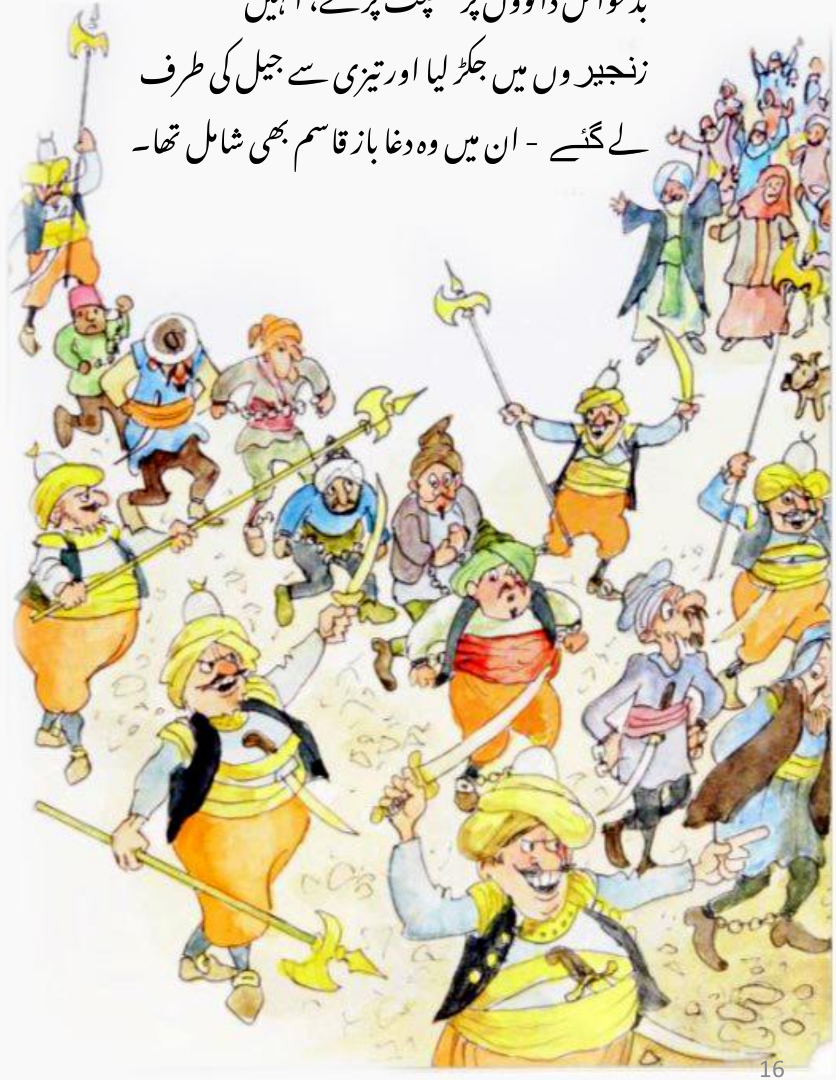
لوگوں کا ہجوم تیزی سے جمع ہو گیا کیونکہ وہ پہاڑی سے نیچے گرتے ہوئے چلاتے ہوئے تیل کے مٹکوں کا عجیب منظر دیکھ کر کھچے چلے آئے۔ خود علی بابا بھی یہ دیکھنے کے لیے گلی میں بھاگے کہ آخر کیا ہو رہا ہے۔

اس دوران، سٹی گارڈز کا دستہ نیچے پل کے پاس انتظار کر رہا تھا۔

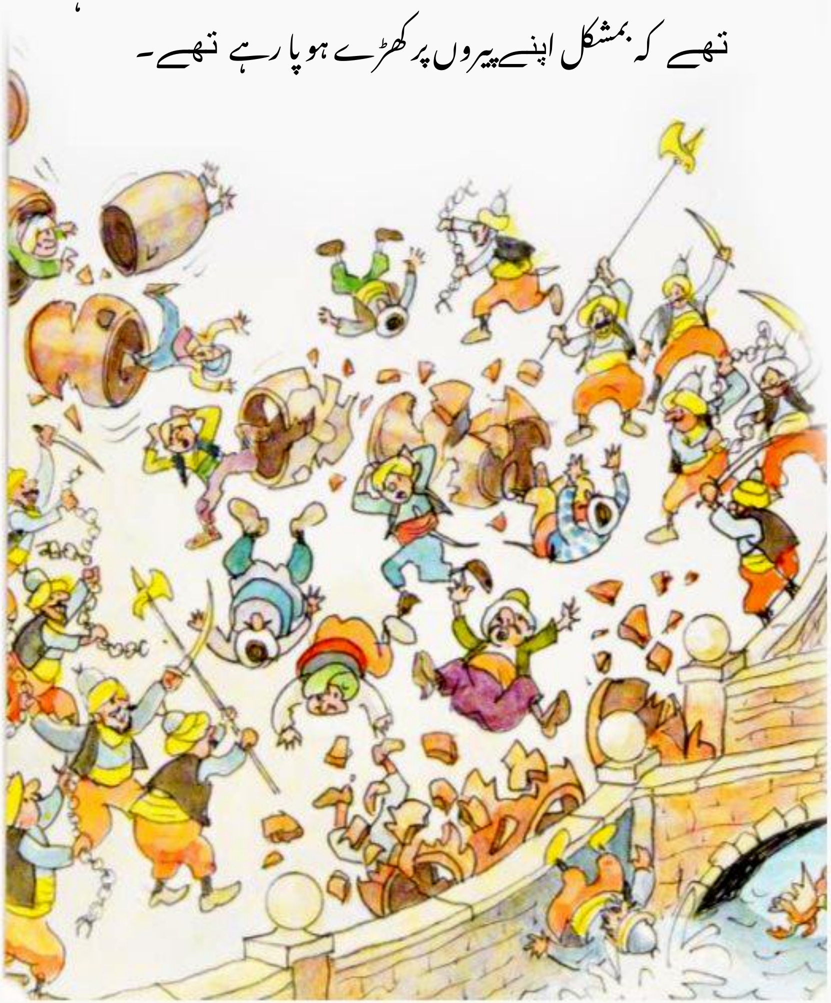
گلی میں مٹکوں کی رفتار بڑھ گئی، اور وہ پہاڑی سے نیچے تیزی سے لڑھکنے لگے۔ جیسے ہی وہ پتھریلی سڑک پر اچھلے، دہشت زدہ ڈاکوؤں کی چیخیں اتنی بلند تھیں کہ پورا شہر جاگ گیا۔



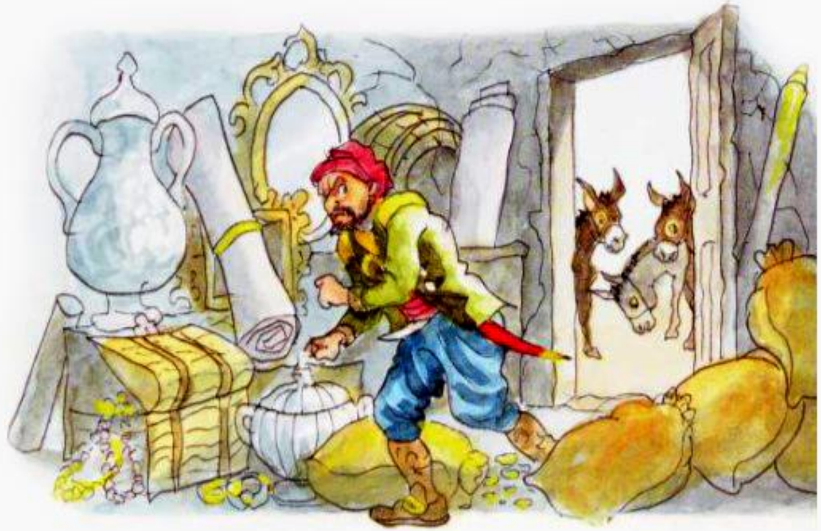
پہرے داروں نے اس کا فائدہ اٹھایا اور بدحواس ڈاکوؤں پر جھپٹ پڑے، انہیں زنجیروں میں جکڑ لیا اور تیزی سے جیل کی طرف لے گئے - ان میں وہ دغا باز قاسم بھی شامل تھا۔



پہاڑی کے دامن میں، مٹکے پل سے جا ٹکرائے اور پاش پاش ہو گئے۔ چالیس چور ادھر ادھر بکھر گئے، وہ اس قدر چکرا رہے تھے کہ بمشکل اپنے پیروں پر کھڑے ہو پا رہے تھے۔



مرجینہ ہمیشہ کی طرح درست تھی۔
جب سردار نے دیکھا کہ کیا ہوا ہے، تو اسے احساس ہوا کہ اس کے منصوبے خاک میں مل گئے ہیں۔ وہ خفیہ غار کی طرف بھاگا، علی بابا کے تین گدھے بھی اپنے ساتھ لے گیا، اور راستے میں اپنا بھیس اتار پھینکا۔



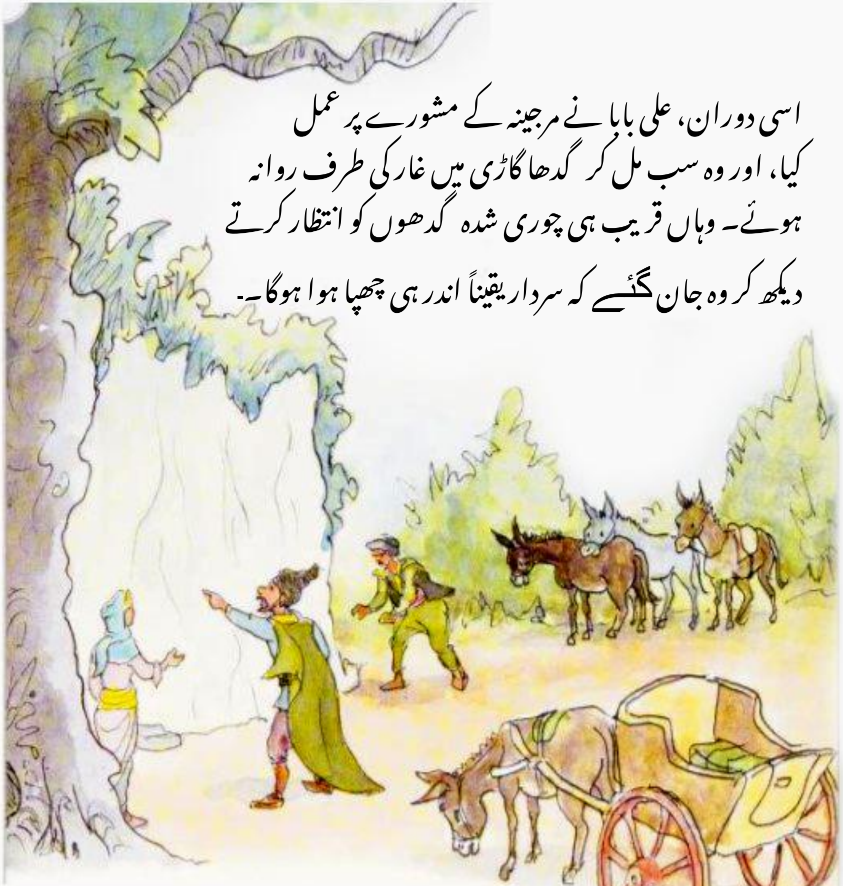
جب وہ بحفاظت اندر پہنچ گیا، تو دروازہ اس کے پیچھے بند ہو گیا۔ اس نے اندھیرا ہونے تک انتظار کرنے کا فیصلہ کیا، تاکہ وہ گدھوں پر جتنا ہو سکے مال و دولت لاد کر فرار ہو سکے۔

جب علی بابا کو بتایا گیا کہ کس طرح ذہین مرجینہ نے مٹکوں کے اندر چوروں کا پتہ لگایا اور ان سے چھٹکارا پانے کا منصوبہ بنایا، تو اس نے اسے دعائیں دیں اور اپنی جان بچانے پر اس کا شکریہ ادا کیا۔ اس نے کہا، "تمہیں بڑا انعام ملے گا، اور تم میرے خاندان کا حصہ بنو گی۔"



مرجینہ نے جواب دیا، "شکریہ جناب، لیکن کیا میں آپ کو عاجزی سے یاد دلا سکتی ہوں کہ چوروں کا سردار - وہ جعلی تیل کا تاجر - اب بھی آزاد ہے؟ میری تجویز ہے کہ ہم اسے خفیہ دروازے والے غار میں تلاش کریں۔"

اسی دوران، علی بابا نے مرجینہ کے مشورے پر عمل
کیا، اور وہ سب مل کر گدھا گاڑی میں غار کی طرف روانہ
ہوئے۔ وہاں قریب ہی چوری شدہ گدھوں کو انتظار کرتے
دیکھ کر وہ جان گئے کہ سردار یقیناً اندر ہی چھپا ہوا ہوگا۔



جیسے ہی انہوں نے چٹان کے خفیہ دروازے کو
گھیرا، مرجینہ نے سرگوشی کی، "سب تیار رہو!" علی بابا
نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور بلند آواز میں پکارا: "کھل جا سم
سم"



دروازہ کھلا اور چوروں کا سردار ہاتھ میں تلوار لیے غار سے باہر
نکلا۔ لیکن احمد نے اسے اتنی مہارت سے دبوچا کہ ڈاکو اوندھے منہ زمین
پر جا گرا۔ علی بابا نے اس سے تلوار چھین لی اور مرجینہ نے اس کے
ہاتھ پیٹھ پیچھے باندھ دیے۔
اور اس طرح سردار پکڑا گیا، اور اسے بھی جیل میں اس کے 'چالیس
چوروں' کے پاس بھیج دیا گیا۔



آخر کار علی بابا اور اس کا خاندان محفوظ ہو گئے، اور دو لت مند بھی۔
مرجینہ اور احمد نے ایک دوسرے کے لیے اپنی محبت کا اظہار کیا،
اور بہت جلد بڑی دھوم دھام سے ان کی شادی ہو گئی۔
اس طرح وہ سب بڑی خوشی و خرم زندگی گزارنے لگے، اور علی بابا
کے ساتھ مل کر "کھل جا سم سم" کے راز کو ہمیشہ محفوظ رکھا۔

ختم شد